Lesson 4: Yunus (Ayaat 53- 74): Day 13

سُوْرَةُ یُونس کی تفسیر

پارے کا یہ دوسرا آخری سبق ہے۔ براہِ راست آیتوں پہ جانے سے پہلے سبق کی کچھ باتیں اور theme۔ آج کے سبق کا Main theme "سچی خوشیاں اس قرآن کے ذریعے"۔

بنیادی طور پہ دو بنیادی ٹاپک پہ بات ہو گی۔ پہلا ٹاپک ہمیں قرآن کہ وہ چار صفات جن میں دو نہ ماننے والوں کے لیے اور چار ماننے والوں کی لیئے ہیں، اُسکا ذکر ہے۔ سبق کا آغاز پچھلے سبق کو جاری رکھتے ہوئے ہو گا کہ وہ قیامت کو جھٹلانے والے، عذاب کا مطالبہ کرنے والے۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو کیا ہو گا۔ اس میں کچھ قیامت کے آنے پہ لوگوں کی کیا حال ہو گا، اُس پہ بات کریں گے اور دوسرا اہم بات کریں گے "قرآن میرے دل کی بہار"۔ قرآن کو کیسے اپنی زندگی میں سجایا جائے کہ نہ صرف ہماری آخرت سنورے بلکہ ہماری دنیا بھی سنور جائے۔ پھر آج کے سبق میں اس سوال کا جواب ملے گا کہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں جمع کی جاتی ہیں اُن میں سب سے خوبصورت چیز کیا ہے۔

دوسرا بنیادی ٹاپک یہ ہے کہ 'ولی اللہ کون ہوتے ہیں'۔ ولایت کن کو ملتی ہے اور اولیاء اکرام کی خوبیاں اور صفات، ہم کس طرح ولی اللہ بن سکتے ہیں۔ آخر میں ہم دیکھیں گے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے پناہ قدرتوں پہ نظر رکھتے ہوئے خود کو بے بس اور اللہ کو سب کچھ کس طرح سمجھا جاتا ہے۔ اب آیتوں کے ساتھ چلتے ہیں

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہہ دوہاں خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کر سکو گے ۔

کون سوال کرتے تھے؟مکہ والے۔

کس سے دریافت کرتے تھے؟ نبی کریمؐ سے

سوال کیا تھا کہ کیا واقع ہی یہ حق ہے؟ کیا حق ہے؟ قیامت

پچھلی آیتوں کو ذہن میں رکھ لیجیئے کہ نبی کریمؐ نے 13 سال تک محنت کی، آپؐ کا پیغام شیشے کی طرح صاف تھا۔ پھر بھی شک پیدا کرنے والے، نفس کے آگے اپنے آپ کو بڑا بنانے والے سوال کرتے تھے کہ کیا یہ واقع ہی حق ہے۔ کیا حق ہے؟

1۔ اسلام حق ہے

2۔ قرآن حق ہے

3۔ قیامت کا آنا حق ہے

قرآن پاک اپنے مخالفین سے بار بار ایسے انداز میں سوال کرتا ہے جس کو میں اور آپ کہہ سکتے ہیں soul searching questions.۔ وہ سوالات جنکو سُن کے انسان اپنے اندر جھانکنے لگ جائے۔ یہ سوال بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ جو اُنہوں نے اللہ کے نبی سے پوچھا تھا کہ قیامت آئے گی یا نہیں۔ تو اُس کا جواب دیا گیاؐقُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ آپؐ کہہ دیجیئے! ہاں۔ یہاں ''اِیْ'' لمبی ہاں کے لیئے

ہے۔ "و"قسم کے لیئے ہے۔ اسے 'واو قسمیہ' کہتے ہیں۔ 'و' کے بہت سے معنی ہوتے ہیں۔ اکثر 'اور' کے معنوں میں آتی ہے لیکن یہاں معنی 'قسم' ہے۔ یہ وہی ہے 'والشمس'، 'والضحیٰ'۔ تیسویں پارے میں اس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔

"وَيَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَكَ" یہ لفظ آپکو مشکل لگ رہا ہو گا لیکن بہت آسان ہے۔ نباء سے ہے۔ ن، ب، ء اسکا روٹ ہے۔ نباء اہم خبر کو کہتے ہیں۔ تو وہ پوچھتے تھے کی قیامت آئے گی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی ؐ کو کہہ رہے ہیں کہ پورے یقین سے کہیں کہ ضرور آئے گی۔ یہاں سے مومن کا اعتماد جھلکتا ہے کہ جب کوئی دین کی بات تمسخر والے انداز میں کرے تو وہ اُس کے جواب میں شکی نہ ہو، ہلکا نہ پڑے۔ یہ آیت ہم سب کے اندر اعتماد پیدا کرتی ہے۔ کس چیز کا اعتماد؟ حق پہ ہونے والے کا۔

سوال تھا کہ اَحَقٌّ ہوا۔ یہ سوال تو عمل سے ہٹانے والا تھا۔ جب کوئی حق پہ چلتا ہے تو اُس کے اِرد گرد والے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا نہ کرو۔ مثلاً حضرت ابو بکرؓ نبی کریمؐ کے کہنے پہ حق کے راستے پہ آئے تو اب کوئی یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا کیوں کہ نبی کریمؐ کی تعلیمات میں کچھ غلط تو نہیں سکھاتے تھے۔ تو پھر کیا کرتے تھے۔ 'ترس' کھانے والے انداز میں بات کرتے تھے۔

جیسے آپکو کوئی کہے یہ کیا حال بنالیا آپ نے، کتنے حلقے پڑ گئے۔ پھر اگر آپ یہ کہہ دیں کہ ہاں میرا ٹیسٹ ہے، تو پھر دیکھیں کتنی باتیں بنیں گی۔ جب دین کے کام کرنے والے اس طرح کی باتیں سُننے لگیں تو کہہ دیں اِىۡ وَرَبِّىۡۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ اعتماد بحال رکھیں۔ ہم دین کی باتیں بھی ترس بھرے انداز میں بتاتے ہیں۔ حق جب کسی کے دل پہ گرتا ہے تو ایٹم بم سے بھی زیادہ کام کرتا ہے۔ سورۃ مائدہ میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ حق کو سُن کے آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ حق کو کھُل کے بیان کیجیئے۔ جتنا آپ

کے لہجے میں یقین ہو گا اُتنا دوسروں کو بھی یقین آئے گا۔ساری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ جم گئے تو دوسرے بھی جم جائیں گے۔

وَلَوۡ اَنَّ لِكُلِّ نَفۡسٍ ظَلَمَتۡ مَا فِى الۡاَرۡضِ لَافۡتَدَتۡ بِهٖ‌ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ‌ۚ وَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ‌ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۵۴﴾

اگر ہر اُس شخص کے پاس جس نے ظلم کیا ہے، رُوئے زمین کی دولت بھی ہو تو اُس عذاب سے بچنے کے لیے وہ اسے فدیہ میں دینے پر آمادہ ہو جائے گا جب یہ لوگ اس عذاب کو دیکھ لیں گے تو دل ہی دل میں پچھتائیں گے مگر ان کے درمیان پُورے انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا کوئی ظلم ان پر نہ ہو گا

اب یہاں سے ہمارے سبق کی 'تھیم' آیت کے بارے میں ذہن سازی ہو رہی ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہاں ان لوگوں کی بد بختی کی بات کر رہے ہیں جو زندگی میں جھٹلاتے ہی رہے۔ کبھی یہ رکاوٹ آگئی اور کبھی وہ۔کسی نے کتنے ہی اعتماد سے انہیں دعوت کیوں نہ دے دی، کتنے پیار سے بلایا لیکن ان کے پاس کرنے کو اور بہت کچھ تھا۔اب وقت گزر گیا اور میدانِ محشر شروع ہو گیا۔پہلے بھی اس سورۃ کے بارے میں بات ہوئی کہ آپ بار بار خود کو میدانِ محشر میں دیکھیں گے۔ آپ ابوجہل کو سوچیں۔اُس کے پاس بہت کچھ تھا۔اب وہ میدانِ محشر میں کھڑا ہے۔اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہتے ہیں اسے جہنم میں لے جاؤ۔اب وہ کیا چاہے گا لَافۡتَدَتۡ بِهٖ‌ؕ بدلے میں سارا کچھ دے دوں مَا فِى الۡاَرۡضِ جو کچھ زمین میں ہے۔ساری معدنیات، ہیرے، موتی، جواہرات سب کچھ دے کے میں اپنے نفس کو بچا لوں۔اور اس وقت اپنی شرمندگی چھُپانا چاہ رہے ہیں لیکن چھُپا نہیں پا رہے۔ندامت کے معنی ڈکشنری میں ہیں کہ وہ حسرت جو کسی چیز کے ہونے اور نہ ہونے سے حاصل ہو۔یعنی انکو زندگی میں نبی ﷺ کا ماننے کے

مواقع ملے تھے لیکن انہوں نے ہمیشہ انکار کیا۔ آج عذاب دیکھ کر دل میں چھُپائی ہوئی ندامت چھُپا نہ سکیں گے۔ دنیا میں بڑی تصنع سے کام لیتے تھے، جھوٹے عُذر بنا کر لوگوں کو مطمئن کرتے تھے لیکن قیامت کے دن سب کچھ کھُل جائے گا۔ قیامت کے دن نقصان کا احساس اتنا شدید ہو گا کہ سب کچھ کھول کے رکھ دیں گے۔ یہ تو مکہ کے چوہدری بنے ہوئے تھے، انہیں کیا پتہ تھا کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو گا۔ اسی طرح اَسَرُّوا النَّدَامَةَ کا ایک معنی یہ بھی آتا ہے کہ وہ ساکت ہو جائیں گے۔ ایک دوسرا معنی کہا ہے کہ چیخنا چلانا شروع کر دیں گے۔ اگر آپ قیامت کے بیان کو پڑھیں تو روایات میں آتا ہے کہ جہنمی اتنا روئیں گے، اتنا روئیں گے، مالک کو پکاریں گے کہ اے جہنم کے داروغہ اپنے مالک سے کہہ کہ ہم سے یہ عذاب دور کر دے لیکن کوئی جواب نہیں آئے گا تو آپس میں کہیں گے کہ اب نہیں بولتے، خاموش ہو جاتے ہیں ہو سکتا ہے ان کو ہم پہ ترس آ جائے۔ بھیگی بلیاں بن کے بیٹھ جائیں گے۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو گا وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ انصاف کے ساتھ معاملہ ہوا ہے۔ آپ سورۃ مومنون کے آخری رکوع میں پڑھیں گے کہ یہ چیخیں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بد بختی غالب آ چکی تھی کہ ہم جہنم میں آ گئے۔ کس چیز کے فیصلے ہو جائیں گے تو؟

1۔ باہم لڑنے جھگڑنے والوں کے۔

2۔ حق کی طرف بُلانے والوں اور اسکو قبول نہ کرنے والوں کے

3۔ ظالم اور مظلوم آمنے سامنے کھڑے ہونگے۔ آج اگر دنیا میں ظلم کر رہے ہیں یا سہہ رہے ہیں قیامت کے دن دونوں ایک کٹہرے میں کھڑے ہونگے۔

4۔ انبیاء اور قوموں کے درمیان فیصلے ہو جائیں گے۔ اور یہ بات بہت دل کو لگتی ہے۔

آپ سوچیں کہ انتظار ہو رہا ہے۔ دنیا میں انتظار مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ حج کے منظر کو ذہن میں لے آئیں۔ عرفہ کے میدان میں یا طوافِ حفاضہ کے وقت اگر آپ نیچے دیکھیں تو آپکو اپنے پاؤں نہیں دِکھتے، انتارش ہوتا ہے۔ اب آپ سوچیں لوگ کھڑے ہیں، پہلے تو انتظار ہے، تجسس والا کہ پتہ نہیں کیا ہو گا، ایک انتظار ہوتا ہے خوف والا، تو یہاں خوف والا انتظار ہو رہا ہو گا۔

حدیث کا خلاصہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ خوف کہ وجہ سے اپنے پسینوں میں ڈوب رہے ہونگے۔ کوئی گُھٹنوں تک، کوئی ٹخنوں تک، کوئی ناف تک، کوئی سینے تک اور کوئی منہ تک اپنے پسینے میں ڈُبکیاں کھا رہا ہو گا۔ آج کی زبان میں کہہ لیں کہ خوف کی وجہ سے sweat glands کھُل جائیں گے۔ ایک روائیت میں آتا ہے کہ جہنمیوں کے آنسوؤں سے پانی کی ندیاں جاری ہو جائیں گی اور رونے کی وجہ سے آنکھوں کی نیچے نشان پڑ جائیں گے۔ پھر جسم کا پانی ختم ہو جائے گا تو جسم سے خون جاری ہو گا۔ خون ختم ہو گا تو پیپ جاری ہو گی۔ ابنِ ماجہ کی روایت میں آتا ہے کہ اتنی بڑی ندیاں جاری ہو جائیں گی کہ اگر اُن میں کوئی کشتیاں چلانا چاہے تو چلا لے۔ جب شرمندگی ہوتی ہے تو ہاتھوں میں پسینے آنے لگتے ہیں۔

سب کچھ ختم ہو جائے گا تو اس لیئے آج کچھ کرنا ہے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔

1۔ زندگی کو موت سے پہلے

2۔ صحت کو بیماری سے پہلے

3۔مال کو فقر سے پہلے

4۔جوانی کو بڑھاپے سے پہلے

5۔فرصت کو مصروفیت سے پہلے

آج ہمارے پاس بہت وقت ہے، جوانی ہے، کل یہ وقت نہیں رہے گا تو آج ہی حق کے راستے کی طرف آجاؤ۔ جس چیز کی قیمت پتا ہو تو اُس کی اہمیت بھی جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اُس رب کے نام پہ اگر کوئی کام کرنا ہے تو کیوں فکر کرتے ہو؛

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

سنو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے سُن رکھو! اللہ کا وعدہ سچّا ہے مگر اکثر انسان جانتے نہیں ہیں ۔

آسمان اور زمین میں کیا کچھ ہے؟ ہر چیز نبی، ولی، پیغمبر، سب کچھ ہے۔ آپ اپنے کسی بڑے امیر رشتہ دار کے بارے میں سوچیں، ہم کیا کہتے ہیں کہ اُن کی اتنے مُربعے زمین ہے، اتنی گاڑیاں ہیں، بڑے بنگلے ہیں۔ اب شعور سے اس جُملے کو دیکھیں۔ اَلَآ حرفِ تنبیہ ہے کہ اگر نہیں سُنا تو غور سے سُنو! سب کچھ اللہ کا ہے۔ تو بڑے لوگوں سے تو دوستی کی خواہش ہوتی ہے تو کیا اللہ سے دوستی نہیں کرنی۔ لوگوں کی اکثریت کو یہ پتا ہے کہ سب کچھ اللہ کا ہے لیکن پھر بھی نہیں مانتے کیوں؟ خود کو بڑا سمجھتے ہیں۔

اَلَآ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ دوسری بات کہ اُس کا وعدہ سچا ہے؟ کونسا وعدہ؟ پکڑ دھکڑ کا وعدہ، جزاء سزا کو وعدہ۔ اچھا کرو گے تو اجر اور اگر بُرا کرو گے تو سزا۔ یہ سب وعدے سچے ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت کیوں یہ دو باتیں نہیں جانتی؟

1۔ سب کچھ اللہ کا ہے

2۔ اللہ نے کہہ دیا جنت ہے تو ہے پھر اس میں شک کیوں ہے۔

تو اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو علم نہیں ہے۔ رب کی معرفت نہیں ہے، آگہی نہیں ہے۔

آج بھی مسلمان ہونے کی حیثیت سے بچپن سے جنت جہنم کا پتا ہے لیکن یقین نہیں ہے۔ موسم کی prediction کا ہمیں زیادہ یقین ہوتا ہے، لیکن جس کا غم سب سے زیادہ لگنا چاہیئے وہ تو ابھی تک نہیں ہے۔ صُبح سے شام تک دنیا کے غم ہوتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں کہ تمہاری زندگی ایک دم رُک جائے گی۔

هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۶﴾

وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو پلٹنا ہے۔

گھڑی کی ٹِک ٹِک تمہیں بتا رہی ہے کہ جتنے مرضی کام کر لو ایک دن وہ تمہاری حیات لے جائے گا اور تمہیں موت دے دے گا۔ ساری بات زندگی کی ہے، کبھی یہ فکر نہیں لگی کہ لوٹ کے کیا جواب دیں گے۔ جو چلے جاتے ہیں انکی چیزوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ آپکا کوئی پیارا دنیا سے چلا گیا، اُنکی چیزیں ویسے

ہی پڑی رہ جاتی ہیں۔ زندگی حرکت کا نام ہے۔ اور موت بے بسی کا نام ہے اور ہم اسی میں مگن ہیں۔ اسی سے نکلنے کے لیئے ہدایت کی ضرورت ہے۔

اسی لیئے پھر اللہ پُکار دیتا ہے

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۷﴾

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے

يَآيُّهَا النَّاسُ انسانیت کو پُکارا جارہا ہے۔ یونیورسل کال ہے۔

قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ؕ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿۵۸﴾

اے نبیؐ، کہو کہ "یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ اُن سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں"

سورۃ قصص میں قارون کے قصے میں آتا ہے کہ اللہ فَرِحین کو پسند نہیں کرتا۔ سچی خوشی قرآن کی خوشی ہے اور فرعوں اپنے جاہ و جلال پہ اتراتا تھا، اللہ کو پسند نہیں آیا فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُو وہ خوش ہونے سے منع نہیں کرتا لیکن وہ کہتا ہے حقیقی خوشی لاؤ۔ تمہیں سچی خوشیاں اس کتاب سے ملیں گی۔ کیوں کہ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ وہ ان چیزوں سے کہیں بہتر ہیں جو یہ اکٹھی کرتے ہیں۔

کیا اکٹھا کرتے ہیں؟ یہ مال، یہ دولتِ دنیا، زیبائش، آرائش، تم ان کے پیچھے کھو جاتے ہو جبکہ اللہ کہتا ہے کہ یہ قرآن اُن سے بہت بہتر ہے جو یہ جمع کرتے ہیں۔ یہ دو آیتیں ہیں ان سے ہمیں گہرا اُنس ہے کیونکہ یہ ہمارے اسکول کی تھیم آیتیں بھی ہیں۔ ان میں چار Motivesہیں۔ ان پہ ہم اپنے لیے بات کرتے ہیں۔

1۔ یاَیُّهَا النَّاسُ۔ سب سے پہلا خطاب انسانیت سے ہے۔ یہ قرآن اللہ نے صرف مسلمانوں کے لیئے نہیں بھیجا بلکہ یہ قرآن ساری انسانیت کے لیئے ہے۔ میرے اور آپ کے ہاتھ میں ہے، ہم نے انسانوں تک پہنچانا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ قرآن سارے انسانوں کے لیئے دیا۔ تمام انسانوں میں کافر، مشرک، فاجر، مومن، کے لیئے ہے لیکن جو بھی انسان جسے آپ انسان کہتے ہیں اُسے اس میں سے دو چیزیں ملیں گی۔ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ۔ پہلی چیز مَّوۡعِظَةٌ معنی ہے 'وعظ'۔ وعظ کہتے ہیں دل کو نرم کرنے والی چیز۔ Heart softening تو قرآن کے ساتھ انسان کی زندگی میں نہ صرف نرمی آتی ہے بلکہ وہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔ بات دل سے نکلتی ہے۔ بھلائی اور نیکی کی یاددہانی۔ وہ بات جو بڑے اخلاص کے ساتھ کی گئی اُسے وعظ کہتے ہیں۔ دلوں کو نرم کرنے والی بات۔ قرآن کیا ہے؟ ہارٹ سوفٹنر۔ دلوں کو نرم کرنے والا کلام۔ یہ چیز سب کو مل سکتی ہے۔ اس سے سب فائدہ اُٹھائیں گے۔ کافر بھی اگر ایک دفعہ اس قرآن کو سُنے گا تو اُس کا دل پگھلے گا۔

2- وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوۡرِ دوسری خوبی 'شفاء' ہے۔ بیماریوں سے۔ کون سی بیماریاں؟ فِي الصُّدُوۡرِ۔ صدر کی جمع۔ دل چونکہ سینے میں ہوتا ہے تو اس سے مُراد "دل" ہے۔ اس قرآن کو انسانوں تک پہنچا دیں انکو اس سے وعظ بھی ملے۔ 90٪ لوگ قرآن کی کوئی آیت سن کے آتے ہیں۔ دل کو نرم کرتی

ہے۔یہ کتاب موعظہ بھی بن جاتی ہے۔کسی جرم کی پاداش میں جیل پہنچے ہوئے تھے، ٹھوکر کھائی ہوئی تھی،وہاں قرآن کی کوئی آیت پڑھی یاپڑھائی گئی تودل نرم ہو گیا۔اسی طرح کفراور گناہوں کی وجہ سے انسان نے بہت غم پالے ہوتے ہیں۔بیماریاں،مثلاً دلوں میں کیاپالا ہو تا ہے۔کفر،شرک، بدگمانیاں، نافرمانیاں، نفرت،بغض، کینے تو یہ سب کچھ اس کتاب سے دور ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم دل کی بیماری کے لیئے ہارٹ اسپیشلیسٹ کے پاس جاتے ہو وہ صرف ہارٹ کا علاج کرے گا لیکن قرآن دل کا علاج کرے گا۔یہ ایسے ہی ہے جیسے آنکھوں اورvisionکا تعلق ہے۔قرآن بندے کے فیزیکل ہارٹ پہ بھی اثر کرتا ہے۔اس کا ایک تجربہ کیا گیا کہ دل کے مریضوں کو قرآن کی تلاوت سُنائی گئی تو اُن کی ای سی جی کی رپورٹس بہتر آئیں۔

جو اس قرآن کو سُنتے ہوئے ہمارے دلوں کے اندر ہو رہا ہو تا ہے اُسکی تو آپ بھی گواہی دے سکتے ہیں۔یہ سکو ملے گی۔اللہ انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ چلو نہ مانو کہ یہ اللہ کا کلام ہے، دنیا میں اوروں کی بھی تو مانتے ہونا،Aristotleکی مانتے ہوناFreudکی سائکالوجی کو مانتے ہونا۔تو لوگو!صرف ایک دفعہ اپنی دنیا بنانے کے لیئے اس قرآن کے نظریات کو مان جاو،تم دیکھنا تمہاری بیماریاں اس سے دور ہو جائیں گی۔ہم مسلمان قرآن کوreligious bookسمجھتے ہیں،اگر نہ بھی سمجھیں تو اور بھیEthics ہیں نا تو اس کے ناطے سے بھی قرآن پہ عمل کر کے دیکھیں تو اُن کی زندگی بدل جائے گی۔آج انسان احساسِ کمتری میں مبتلا ہے۔قرآن اس کا جواب دیتا ہے۔بیکاریت کا علاج اس میں ہے،کسی میں کوئی اخلاقی بیماری دیکھیں تو بالکل نہ بولیں،اپنے الفاظ ضائع نہ کریں۔یہ قرآن کافی ہے بولنے کے لیئے۔جس بندے کی اصلاح کرنی ہے اُسے قرآن کی آیت پڑھ کے سُنادیں۔یہ قرآن ہمدردیاں

سکھاتا ہے، Moral ethics سکھاتا ہے، دل سے سب منفی رویے ختم کر کے انسان کو کارآمند کر دیتی ہے۔ آج سائیکالوجی میں فرائڈ کے نظریات مانے جاتے ہیں۔۔ایک سسٹر کی شئیرنگ تھی وہ کہتی ہیں میں کھو چکی تھی، مجھے شکوک تھے میں کہیں "Jesus" پہ Struggle کر رہی تھی تو کبھی محمدؐ پہ پھر آخر کار قرآن نے مجھے راستہ دکھایا۔ تو یاد رکھیئے یہ ہر غم کا علاج ہے۔ یہ کتاب صرف انفرادی طور پہ انسان کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ اجتماعی طور پہ بھی فائدہ دیتی ہے۔ پوری دنیا میں اسلامی نظام، عدل، معاشرت، معیشیت سب کچھ ہے۔ زندگی کو آرام دہ بناتی ہے۔ میاں بیوی کو کیسا ہونا چاہیئے۔ کئی سوال نسان کے دماغ میں آتے ہیں۔ میں کیوں بنا، میں کیوں پیدا کیا گیا، زندگی کیا ہے، مرنے کے بعد کیا ہو گا ہر چیز کا اس میں جواب ہے۔ کافر کو تو یہ دو چیزیں ملیں گی۔

اب اگلے دہ حصوں کو دیکھیں وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ھدایت اور رحمت یہ مومنین کے لیئے ہے۔ اس آیت میں۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کو اور لِّلْمُؤْمِنِيْنَ کو دیکھیں تو آپکو دو بریکٹس دِکھیں گی۔ پھر يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کے ساتھ فِي الصُّدُوْرِ ۙ کو جوڑ لیں اور وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ کو دیکھیں تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ ایمان والا اس کتاب کو صرف وہ فائدوں میں نہیں لیتا۔ اُس کو اس سے ہدایت بھی ملتی ہے اور اُس کے لیئے یہ کتاب رحمت بھی بن جاتی ہے۔ دنیا میں لوگ یا تو خوش ہیں یا خوشحال ہیں۔ خوشحال کون ہیں امیر ملک، جن میں سوئٹزرلینڈ یا اور بھی کافی نام ہو سکتے ہیں۔ وہاں کے لوگ بہت خوشحال ہیں۔ pay scale بہت اچھا ہے، living standard بہت اونچا ہے لیکن وہاں کے لوگ خوش نہیں ہیں۔ اور کچھ ملکوں میں غربت ہے لیکن لوگ خوش ہیں۔ ایک سروے کیا گیا تھا کہ دینا کا سب سے امیر ملک سوئٹزرلینڈ اور ناروے ہے لیکن سب سے زیادہ خودکشی، ڈپریشن ناروے میں

ہے۔ اور دنیا کا سب سے غریب ملک comparatively دیکھا جائے تو وہ بنگلہ دیش ہے۔ اور سب سے خوش لوگ بنگلہ دیش کے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف آپکو خوشحال بناتی ہے بلکہ خوش بھی رکھتی ہے۔ کیا دولت کی انبار لگا کے انسان خوش ہو جاتا ہے۔ ان ملکوں میں یا اپنے ملکوں میں لوگوں کے پاس بہت کچھ ہے لیکن دولت سے خوشی نہیں ملتی۔ سچی خوشی تبھی ملتی ہے جب دل خوش ہوتا ہے اور دل صرف اس کتاب سے خوش ہوتا ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت 74 میں ہم نے پڑھا تھا کہ ان کے دل سخت ہو گئے۔ یہ کافر کے دل کی سختی ہے۔ کفر دل کو سخت کر دیتا ہے۔

"مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر" والی کیفیت ہوتی ہے۔ یاد رکھیئے حق کو یا ہدایت کو قبول کرنا ہو تو سب سے پہلے کرنے کا کام یہ ہے کہ اُن کے دلوں کی سختی کو دور کریں۔ سخت دلوں کو سونے جیسی آیتیں یا حدیثیں بھی سُنائیں گے تو وہ نہیں مانیں گے۔ اپنے بچوں کے، شوہروں کے دل نرم کریں، انکے لیئے تڑپیں، روئیں۔ اپنے اخلاق اور رویوں سے اُنہیں مائل کریں۔ کہ آپکے شوہر کہنے پہ مجبور ہو جائیں کہ اس کتاب نے ان کو بدل دیا۔ خوشیاں گھر میں آ گئیں۔ بارش سخت فرش پہ گرے گی تو تھوڑی دیر کے بعد خشک ہو جائے گی اور نرم مٹی پر گرے گی تو اندر تک جذب ہو جائے گی۔ جونہی آپ نے قرآن کی دوا لی تکبر، بُغض، حسد، حُبِ دنیا سب ختم ہو جائے گا۔ جب تک ہم اپنا تزکیہ نہیں کریں گے یہ قرآن اوپر سے گزر جائے گا۔ گندے دل سے قرآن سُنیں گے، قرآن تو وہی ہے آپ کے پاس آ کے وہ اَثر نہیں کرتا۔ تو یہ کتاب انسان کو خوبصورت کر دیتی ہے۔

سورۃ آل عمران آیت 40 میں ہم نے پڑھا تھا۔ ایک لمبی لسٹ تھی کہ لوگوں کے دلوں میں عورتوں، بچوں، مال، سونے چاندی کی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ان سب سے بہتر اللہ کی رضا ہے۔ وہاں بھی یہ سب کچھ ہے لیکن کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ کچھ بتاؤں اور وہ اللہ کے پاس ہے۔

ہم سب کو ان آیتوں کو پڑھنے کے بعد اب خود سے پوچھنا ہے کہ اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت لینا چاہتی ہوں، زندگی میں اطمینان اور خوشی آرہی ہے تو فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُو۔ اصل خوشی یہ ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے بندے کا اللہ کے ساتھ اس طرح کا تعلق جُڑ جاتا ہے کہ باہر کیا ہو رہا ہے اس سے اُسے کچھ زیادہ فرق نہیں پڑتا۔

اس کو ایک مثال سے سمجھیئے کہ ایک لڑکی کی شادی ہوتی ہے، اُسکا شوہر اُس سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اب اگر گھر والوں کی کوئی مخالفتیں ہو بھی گئیں تو کیا اُسے کوئی فرق پڑے گا؟ نہیں کیونکہ اُسکا شوہر اس کے ساتھ ہے۔ تو پھر جسکو اللہ سے پیار ہو جائے تو کیسے دنیا کی مخالفتوں کی پرواہ کرے۔ کئی دفعہ لوگ قرآن پڑھنے والوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ over confident ہو جاتے ہیں۔ نہ انکو غم ہے نہ فکر ہے۔ تو غم، فکر ہو بھی کیسے جب اللہ میرے ساتھ ہے تو پھر ساری خدائی ایک طرف ہو مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا رَب میرے ساتھ ہے۔ اس طرح سوچ بدلتی ہے کہ بہت محبتوں والے رشتے بے معنی لگنے لگتے ہیں۔ یہ قرآن حقیقت میں اگر آپ کے اندر آجائے تو نیا کی ہر چیز خوبصورت ہے۔ مال، اولاد، گھر سب نعمتیں ہیں لیکن اگر یہ ھدایت کی نعمت کے ساتھ ہوں تو۔ اللہ آپکو سچی خوشیاں دے۔ دنیا کی کوئی بھی چیز آپ جمع کریں تو اُس پہ دو چیزیں جو سب سے زیادہ لگتی ہیں وہ ہے وقت اور مال۔ آپ اپنے گھر کی تمام چیزوں کو گنیں اور پھر حساب لگائیں کہ ان پہ مال اور وقت کتنا لگا۔ قیمت تو پھر بھی آسانی سے گنی جاسکتی ہے لیکن وقت گننا مشکل ہے۔

آپ ایک کرسٹل کا پیس خریدتی ہیں۔ اسکو خریدنے میں آپکے چار گھنٹے لگے۔ آپ نے گھر آ کے وہ کرسٹل کا پیس شوکیس میں سجا دیا۔ اب آپ کے سر میں درد شروع ہو گیا تو آپکے شوہر کہیں کہ بیگم آپکے سر میں درد ہے یہ دیکھیں کرسٹل کا پیس۔ کیا اُس وقت آپکو وہ پیس کوئی خوشی دے گا۔ کوئی چیز ہمارے سچے جزبوں کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ ایک وقت آتا ہے کہ یہ چیزیں بوجھ لگنے لگتی ہیں جب اصل جنت کے کرسٹلز نظر آنے لگتے ہیں۔ اگر مال لگانا ہے تو وہاں لگائیں جہاں میں نے اور آپ نے جانا ہے۔

آج دو چیزیں لکھ کے جائیں کہ میرا مال کہاں لگ رہا ہے اور میرا وقت کہاں لگ رہا ہے ؟

ہم سب ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جمع بھی کرتے ہیں۔ مال کس کے پاس نہیں تھا۔ قارون، فرعون، شداد۔ آج آپ نے انکے نام کہیں ریفرنس میں بھی نہیں سُنے۔ اسکے برعکس جس نے قرآن جمع کیا۔ کیسے ؟ معنی، ترجمہ، تفسیر اور اس پہ آپکا وقت بھی لگ رہا ہے اور مال بھی لگ رہا ہے۔ تو یہ ہے وقت اور صلاحیت کا بہترین استعمال؛ اور کون کہہ رہا ہے دینے والا "اللہ"۔ قرآن کی سچی خوشیاں اور سب سے بڑی دولت یہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ "جسے قرآن کے پڑھنے نے دعا سے روکے رکھا تو اللہ اُسے بن مانگے زیادہ دیتا ہے"۔

آپ کے گھر میں ایک ملازمہ ہے۔ وہ دن رات آپ کے بچے کی حفاظت کرتی ہے، اُسے کھانا کھلاتی ہے، نہلاتی دھلاتی ہے۔ اب آپ کے دروازے پہ کوئی مانگنے والا آگیا اور وہ آپ سے 10 پاؤنڈ مانگ رہا ہے تو آپ کسے خوشی سے دیں گی۔ جس نے آپ کے بچے کی حفاظت کی یا پھر کچھ نہ کر کے مانگنے والے کو۔ بالکل اسی طرح اللہ اپنے دین کی حفاظت کرنے والوں، دین کی خدمت کرنے والوں کو بن

مانگے دیتا ہے۔ آپ کا بچہ بیمار ہے آپ کہتی ہیں میں ذرا نفل پڑھ لوں۔ ہم نفلی عبادات کر کے اللہ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ آپ کا ایک بچہ ہر وقت آپ سے پیسے مانگتا ہے اور دوسرا آپ کے پاس آ کے بیٹھ جاتا ہے، پھر بڑے پیار سے کہتا ہے امی مجھے آپ سے بہت پیار ہے۔i love you تو آپ کس کو خوشی سے پیسے دیں گی۔ محبت کرنے والے کو تو جب آپ اللہ کے پاس محبت سے جائیں گے تو وہ آپ کو بے حساب دے گا۔